50487- مسلمان روزہ رکھنے میں متحد کیوں نہیں ؟

سوال

مسلمان روزہ رکھنے میں متحد کیوں نہیں حالانکہ رمضان کا چاند تو ایک ہی ہے ؟
اور زمانہ قدیم میں تو وسائل اعلام کی کمی کی بنا پر یہ مشکل تھا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

مختلف ممالک میں رمضان المبارک کی ابتدا کے غالب اسباب چاند کے مطلع کا اختلاف ہے ، اور چاند کے مطلع کا اختلاف حسی اور عقلی طور پر ضرور معلوم ہے .

تو اس بنا پر یہ ممکن ہی نہیں کہ مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں روزہ رکھنے پر مجبور کیا جائے ، کیونکہ اس کا معنی یہ ہوا کہ ان میں سے ایک جماعت کو چاند نظر آنے سے قبل ہی روزہ رکھنے پر مجبور کیا جائے ، بلکہ چاند طلوع ہونے سے قبل ہی .

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا :

امت مسلمہ کو روزہ میں وحدت اختیار کرنے اور چاند کے سب مطلع کو مکہ مکرمہ کے مطلع سے مربوط کرنے کی آواز اٹھانے والے شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے ؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

" فلکی اعتبار سے ایسا کرنا مستحیل ہے؛ کیونکہ اہل فلکیات کے ہاں چاند کے مطلع جات مختلف ہیں ، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے .

اور پھر جب یہ مطلع ہی مختلف ہے تو اثری اور نظری دلائل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر ملک اور علاقے کے لیے حکم علیحدہ ہو.

اثری دلیل :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{تم میں سے جو کوئی بھی ماہ رمضان پائے تو وہ اس کے روزے رکھے }. البقرۃ (185).

اگر فرض کیا جائے کہ زمین کے آخری کونہ میں رہائش پذیر لوگوں نے اسے یعنی چاند کو نہیں دیکھا ، اور اہل مکہ نے چاند دیکھ لیا ہے تو اس آیت میں ان لوگوں کو کیسے خطاب کیا جا سکتا ہے جنہوں نے چاند دیکھا ہی نہیں ؟ !

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی عید الفطر مناؤ"

متفق علیہ.

لھذا جب اہل مکہ چاند دیکھ لیں تو مثال کے طور پر ہم اہل پاکستان اور ان کے بعد مشرق میں بسنے والے دوسرے ممالک کے لوگوں پر روزہ رکھنا کیسے لازم کریں، حالانکہ ہمیں یہ علم بھی ہے کہ ان کے ہاں چاند طلوع نہیں ہوا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رؤیت ہلال کے ساتھ معلق کیا ہے.

اور رہی نظری دلیل تو یہ صحیح قیاس ہے جس کا معارضہ کرنا ممکن ہی نہیں، ہمیں علم ہے کہ مشرقی جہت میں مغربی جانب سے قبل فجر طلوع ہوتی ہے، لہذا جب مشرقی جانب فجر طلوع ہو چکی ہو تو کیا ہم پر لازم ہے کہ ہم سحری کھانا بند کر دیں، حالانکہ ہمارے ہاں تو ابھی رات ہے ؟

اس کا جواب نفی میں ہے، اور جب مشرقی جانب سورج غروب ہو جائے تو ہمارے ہاں ابھی دن ہوتا ہے تو کیا ہمارے لیے روزہ افطار کرنا جائز ہے ؟

اس کا جواب بھی نفی میں ہے، تو پھر چاند بھی بعینہ سورج کی طرح ہے، چاند کی توقیت ماہانہ ہے، اور سورج کی یومی، جس اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ فرمایا ہے :

{اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزہ پورا کرو}.البقرۃ(187).

اسی اللہ جل شانہ کا یہ بھی فرمان ہے :

{جو شخص اس ماہ مبارک کو پائے اسے اس کے روزے رکھنا چاہیئے}.البقرۃ(185).

تو اس طرح اثری اور نظری دلیل کا تقاضا یہی ہے کہ ہم روزہ اور عید کے متعلق ہر جگہ اور ملک کے لیے خاص حکم بنائیں، اور اسے حسی علامت کے ساتھ مربوط کریں جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بنایا ہے، جو کہ چاند یا سورج یا فجر کا پایا جانا ہے. انتہی

ماخوذ از : فتاوی ارکان الاسلام صفحہ(451).

اور شیخ رحمہ اللہ تعالی نے اس قیاس کی وضاحت اور مطلع کے مختلف ہونے کا اعتبار کرنے والوں کی دلیل کی تائید کرتے ہوئے کہا :

"ان کا کہنا ہے : اور ماہانہ توقیت یومی توقیت کی طرح ہے، تو جس طرح روزانہ کی سحری اور افطاری میں ممالک مختلف ہیں، اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ ماہانہ سحری اور افطاری میں بھی مختلف ہوں، اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ بالاتفاق مسلمانوں کے ہاں یومی اختلاف کا اثر ہے، جو لوگ مشرق میں بستے ہیں وہ مغرب میں بسنے والے لوگوں سے قبل سحری بند کرتے ہیں، اور افطاری بھی ان سے قبل ہی کرتے ہیں.

لہذا جب ہم یومی توقیت میں مطلع کے اختلاف کا حکم لگاتے ہیں، تو پھر ماہانہ توقیت بھی بالکل اسی طرح ہے.

اور کسی قائل کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں کہ :

اللہ تعالی کا فرمان :

{اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزہ پورا کرو}.البقرۃ(187).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :

"جب اسطرف سے رات آجائے اور یہاں سے دن جاتا رہے اور سورج غروب ہوجائے تو روزے دار نے روزہ افطار کرلیا"

کسی کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں کہ : یہ سب اور ہر جگہ بسنے والے مسلمانوں کے لیے عام ہے.

اور اسی طرح ہم مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے عموم میں یہی کہیں گے :

.{جو کوئی بھی تم میں سے ماہ رمضان کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے}.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب تم اسے (یعنی چاند) کو دیکھو تو روزے رکھو اور جب اسے دیکھو تو عید الفطر مناؤ"

اور یہ فرمان جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ لفظی مقتضی اور نظر صحیح کے اعتبار سے اس کی قوت ہے، اسی طرح صحیح قیاس کے اعتبار سے بھی، وہ ماہانہ توقیت کا یومی توقیت پر قیاس ہے" انتہی

ماخوذ از : فتاوی رمضان جمع و ترتیب اشرف عبد المقصود(104).

کبار علماء کمیٹی کا ایک بیان بھی اس کے متعلق جاری ہوا ہے جسے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے :

"اول :

چاند کا مطلع کا اختلاف ایسے امور میں سے ہے جو حسی اور عقلی طور پر ضروری معلوم ہیں، اور اس میں علماء کرام میں سے کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا، بلکہ مسلمان علماء کرام کے ہاں مطلع کے اختلاف کے اعتبار اور عدم اعتبار میں اختلاف پایا جاتا ہے.

دوم :

مطلع کے اختلاف کا اعتبار یا عدم اعتبار ان نظریاتی مسائل میں سے ہے جن میں اجتہاد کی مجال ہے، اور علم اور دین رکھنے والوں کے ہاں اس میں اختلاف موجود ہے، اور یہ اس جائز اختلاف میں سے ہے جس پر صحیح اجتہاد کرنے والے کو دوہرا اجر حاصل ہوگا، ایک تو اجتہاد کا اجر اور دوسرا صحیح ہونے کا، اور غلطی کرنے والے کو بھی اجر حاصل ہوگا جو کہ اجتہاد کا اجر ہے.

اس مسئلہ میں علماء کرام کے دو مختلف قول ہیں :

کچھ علماء کرام تو مطلع کے اختلاف کا اعتبار کرتے ہیں، اور کچھ علماء کرام اسے معتبر نہیں سمجھتے، اور ہر ایک فریق نے کتاب و سنت کے دلائل پیش کیے ہیں، اور بعض اوقات دونوں فریق ایک ہی نص سے استدلال کرتے ہیں اور وہ اس سے استدلال کرنے میں مشترک ہیں :

فرمان باری تعالی ہے :

.{لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے وقت جاننے کے لیے ہیں }.البقرۃ(189).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی عید الفطر مناؤ" الحدیث.

اور یہ نص کی فہم میں اختلاف اور ہر ایک گروہ کا طریقہ استدلال میں اختلاف کی بنا پر ہے .

کمیٹی نے جن اعتبارات کو دیکھا اور مقدر کیا ہے انہیں دیکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اس مسئلہ میں اختلاف کے آثار ایسے نہیں جن کا انجام خطرناک ہو، اس دین پر چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، جس میں ہمیں کوئی بھی ایسا وقت نہیں ملتا جس میں امت اسلامیہ رؤیت ہلال میں ایک رؤیت پر متحد ہوئی ہو کبار علماء کمیٹی کے اعضاء کے خیال میں معاملہ اسی طرح رہنا چاہیے جس پر وہ رہی ہے ، اور اس موضوع میں اتنی بحث نہیں ہونی چاہیے اور ہر اسلامی حکومت کو اپنے علماء کرام کے واسطہ سے یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں رائے اختیار کرے ، کیونکہ ہر ایک کے دلائل ہیں .

سوم :

کمیٹی کی مجلس حساب وکتاب سے چاند کے ثبوت کے مسئلہ میں یہ دیکھتی ہے ، اور کتاب وسنت میں جو کچھ وارد ہے ، اور مجلس نے اس کے متعلق اہل علم کی کلام کو دیکھتے ہوئے یہ بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ :

شرعی مسائل میں چاند کا ثبوت ستاروں کے حساب سے معتبر نہیں ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو، اور جب تک چاند نہ دیکھ لو عید الفطر نہ مناؤ" الحدیث

اور اس معنی میں دوسرے دلائل کی بنا پر. انتہی

ماخوذ از : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (102/10).

واللہ اعلم .